اداریہ

مسلم ذہنی تاریخ میں وحدت الوجود کے نظریے کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ قرونِ وسطیٰ کے مسلم ذہنی حلقوں میں اِس پر بہت سی بحثیں ہویں اور خصوصاً اِس کے ماخذ کے تعین کا الجھاؤ ختم کرنے پر توجہ دی جاتی رہی۔ اِس باب میں دانش وروں کے تین گروہ نمایاں رہے۔ یعنی وہ جو اسلامی تعلیمات کو اِس کا ماخذ سمجھتے ہیں اور وہ جو اس معاملہ میں یونانی یا ہندی فکری نظاموں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ خیر، اس بارے میں اختلاف رائے کی گنجائش نہ ہونے کے برابر ہے کہ یہ ابن عربی تھے جنھوں نے اول اول نہایت وضاحت کے ساتھ اِس نظریے کو مسلم اصطلاحات میں پیش کیا تھا۔

المعارف کے زیرِ نظر شمارے میں ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود پر مدرسہ عالیہ، رامپور، بھارت کے سابق سربراہ جناب عبدالسلام کا ایک قدرے طویل مقالہ شامل کیا گیا ہے۔ انھوں نے اس نظریے کی روایتی اصطلاحوں میں نہایت خوبی سے وضاحت کی ہے۔ یہ مقالہ ڈاکٹر سعادت سعید صاحب کی وساطت سے موصول ہوا اور اس کے لئے ہم اُن کے

ممنون ہیں۔ تاہم ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ نظریہ وحدت الوجود کی آج کے زمانے کی ذہنی و فکری اصطلاحوں اور انداز میں از سرِ نو تعبیر کی ضرورت ہے تاکہ آج کے تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے اس کو زیادہ قابلِ فہم بنایا جا سکے۔

یہ علمی ضرورت ہے۔ مگر نظریہ وحدت الوجود کی نئی تعبیر کے سماجی اور قومی پہلو بھی ہیں۔ کس کو اس بات سے انکار ہوگا کہ ہم کو ایسی آئیڈیالوجی درکار ہے جو اختلاف کی شدت کو کم کر کے مختلف فرقوں اور گروہوں کے درمیان حد سے بڑھ جانے والے فاصلوں کو کم کر سکے۔ وحدت الوجود کا نظریہ غالباً اس معاملے میں مفید ثابت ہو سکتا ہے۔